

خدا کا مقصد، دنیاوی حدوں سے ماورا

وحی ہمیں جو سب سے گہری بصیرت عطا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ زندگی ایک اتفاقیہ واقعہ نہیں، بلکہ ایک بامقصد آزمائش ہے۔ وہ خالق جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، انسان کو زندگی اور موت بخشی، کوئی لاتعلق قوت نہیں۔

قرآن سے علیم (Al-'Alīm)، حکیم (Al-Hakīm)، قدیر (Al-Qadīr)، اور رحیم (Al-Rahīm) کہہ کر بیان کرتا ہے۔ ان صفات کو سمجھنا ہمارے، ہر واقعے کے دیکھنے کے انداز کو بدل دیتا ہے — چاہے وہ خوشی کی نعمت ہو یا دکھ کا زخم۔

زندگی کا نظام: مقصد کے ساتھ آزمائش  
قرآن مجید فرماتا ہے:

"جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ وہ غالب ہے، بہت بخشنے والا ہے۔"  
(الملک 2:67)

اس کا مطلب ہے کہ ہر انسان، بغیر کسی استثناء کے، ایسے حالات میں رکھا گیا ہے کہ اس کا رد عمل سامنے آجائے — تکلیف میں صبر، آسانی میں شکر، بے یقینی میں ایمان، اور کامیابی میں انکساری۔ زندگی کا مقصد محض آرام و آسائش کا حصول نہیں، بلکہ روح کو ابدی زندگی کے لیے تیار کرنا ہے۔

غلط فہمی: کیا دین خوف پر مبنی ہے؟

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ مذہب کی بنیاد خوف ہے — سزا، نقصان یا خدا کے غضب کا خوف۔ لیکن جیسا کہ مولانا امین احسن اصلاحی نے وضاحت کی، اصل بنیاد نعمتوں کی پہچان اور ان کے ساتھ آنے والی ذمہ داری ہے۔ خوف اکثر اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم کسی چیز کی قدر کرتے ہیں۔

- ہم صحت کھونے سے ڈرتے ہیں کیونکہ صحت قیمتی ہے۔
- ہم اپنے پیاروں کے پھرنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ محبت خود ایک خدائی نعمت ہے۔
- ہم موت سے ڈرتے ہیں کیونکہ زندگی اپنی فطرت میں قیمتی ہے۔

قرآن کی ابتدا خوف سے نہیں بلکہ شکر سے ہوتی ہے:

"تمام شکر اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔"  
(الفتح 2:1)

یوں شکر بنیادی چیز ہے، اور خوف ثانوی چیز — یعنی اس امانت کی یاد دہانی جو ہمیں سونپی گئی ہے۔

حفاظتی ٹیکے کی مثال

خدا کی آزمائش کو سمجھنے کی ایک مؤثر مثال ایک بچے کو حفاظتی ٹیکے لگنے کی ہے۔ ایک چھوٹا بچہ جب تین انجیکشن کے لیے پکڑا جاتا ہے تو روتا ہے وہ نہیں جانتا کہ جو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں — والدین، دادا دادی — وہ اس "تکلیف" کی اجازت کیوں دے رہے ہیں۔ مگر وہی والدین، آنکھوں میں آنسو لیے، اس کے درد کو برداشت کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ عارضی درد عمر بھر کی بیماری سے بچا لیتا ہے۔

اسی طرح خدا انسان کو دکھ دے کر خوش نہیں ہوتا، بلکہ وہ ان عارضی مشکلات کو ایک برتر مقصد کے لیے آنے دیتا ہے کہ اس سے وہ روح کو مضبوط کرے، اس کی وسعت بڑھائے، اور اسے ابدی کامیابی کے لیے تیار کرے۔

جیسا کہ رومی نے کہا: "حد سے زیادہ مطمئن نہ ہو جاؤ۔ زندگی کی آزمائشیں تمہیں توڑنے نہیں، کھلانے آتی ہیں۔"

خدا کی ترجیح: آخرت، نہ کہ دنیا  
قرآن واضح کرتا ہے کہ دنیاوی کامیابی خالق کی اصل ترجیح نہیں:

"یہ تم ہو جو دنیا کو سرا سومان چاہتے ہو، اللہ تو آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے"  
(الانفال 67:8)

یہ فرق بنیادی ہے۔ دنیاوی آسائشیں آنے جانے والی چیز ہیں—دولت کبھی ملتی ہے، کبھی نہیں، کوشش کبھی نتیجہ دیتی ہے، کبھی بظاہر ضائع جاتی ہے۔ مگر اللہ کا منصوبہ روح کی ابدی کامیابی پر مرکوز ہے۔  
اصل سوال یہ نہیں: "کیا میں آج آرام میں ہوں؟"  
بلکہ یہ ہے: "کیا میں اس تجربے سے اپنے رب کے قریب ہو رہا ہوں؟"

قرآنی نقطہ نظر: دنیا کی دلکشی پر تنبیہ  
قرآن بار بار خبردار کرتا ہے کہ دنیا کی چمک دک دھوکہ ہے۔

"جان رکھو کہ دنیا کی زندگی، یعنی لٹو و لعب، زیب و زینت اور مال و اولاد کے معاملے میں باہم ایک دوسرے پہ فخر جتانے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ و دو کرنے کی تمثیل اس بارش کی ہے جس کی اگائی ہوئی فصل ان منکروں کے دل بھائے، پھر زور پر آئے اور تم دیکھو کہ وہ زرد ہو گئی ہے، پھر ریزہ ریزہ ہو جائے۔ آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور اس کی خوشنودی بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی یہ زندگی تو متاع غرور کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔"  
(الحمدید 20:57)

جیسے بارش کے بعد آنے والی ہریالی عارضی ہوتی ہے، ویسے ہی دنیاوی لذتیں وقتی ہیں۔ یہ آنکھ کو لمحہ بھر بھاسکتی ہیں مگر آخر کار ماند پڑ جاتی ہیں، اور باقی رہ جاتی ہے صرف آخرت کی حقیقت۔

زندگی کے واقعات میں معنی تراشنا  
اصل امتحان یہ ہے کہ ہم اپنے تجربات سے معنی کیسے اخذ کرتے ہیں۔ کسی پیارے کی موت جیسا نقصان بے معنی ظلم لگ سکتا ہے—یا، رحیم، علیم و حکیم خالق کی آزمائش۔ اچانک ملی کامیابی غرور پیدا کر سکتی ہے—یا شکر گزاری۔ ہمارے اخذ شدہ معنی ہی ہمارے جذبات، صبر اور آخر کار تقدیر کو تشکیل دیتے ہیں۔

وکٹر فرانکل نے اپنی مشہور کتاب Man's Search for Meaning میں لکھا کہ انسان تقریباً ہر تکلیف برداشت کر سکتا ہے اگر وہ اس میں معنی تلاش کر لے۔  
قرآن کا نقطہ نظر بھی معنی دیتا ہے: ہر چیز ایک محبت کرنے والے اور مقصد رکھنے والے خالق کی آزمائش ہے، جو ہماری ابدی بھلائی چاہتا ہے۔

نتیجہ: انجام کو سامنے رکھ کر جینا  
زندگی کا مقصد درد سے فرار یا عارضی خوشی کا تعاقب نہیں۔ بلکہ یہ پائیدار ترقی کے لیے وقتی مشکلات برداشت کرنا ہے۔ جیسے والدین بچے کو وقتی درد سہنے دیتے ہیں تاکہ مستقبل محفوظ ہو، ویسے ہی خدا ہمیں آزماتا ہے تاکہ ابدی بھلائی حاصل ہو۔

قرآن دنیا کو "دھوکے کا سودا" کہتا ہے (الحمدید 20:57) اور یاد دلاتا ہے کہ اصل کامیابی آخرت کی ہے۔  
عقل مندی یہ ہے کہ ہر موقع—چاہے آسان ہو یا مشکل—کو خدا کے منصوبے کی روشنی میں سمجھا جائے، ہمیشہ یہ یاد رکھتے ہوئے کہ خدا ہمیں آزماتا ہے رحیم، حکیم، علیم، اور قدیر خدا۔

تو اصل سوال یہ ہے: تو تم اپنی زندگی کو کیسے منظم کرو گے جو دنیاوی سکون کے لیے نہیں، بلکہ ابدی کامیابی کے لیے ہے؟

تدبر: خدا کی صفات کے ذریعے اپنی زندگی کی تعمیر

کچھ لمحے خاموش بیٹھیں۔ کاغذ اور قلم لے کر اپنی حالیہ زندگی کے تجربات—خوشی اور دکھ دونوں—پر غور کریں۔ مندرجہ ذیل نکات نوٹ کریں۔

### 1. واقعہ کی نشاندہی

اپنی زندگی کا ایک مثبت اور ایک منفی واقعہ لکھیں۔ (مثلاً ترقی، کسی عزیز کا انتقال، بیماری، یا کوئی غیر متوقع نعت)۔

### 2. خدا کی صفات یاد کریں

خود کو یاد دلائیں: مجھے آزمانے والا رحیم (Raḥīm)، حکیم (Ḥakīm)، علیم (Alīm) اور قدیر (Qadīr) ہے۔

### 3. خود سے سوال کریں۔

- اگر یہ واقعہ ایسے خدا کی طرف سے ہے تو اس کا ابدی کامیابی کے لئے مقصد کیا ہو سکتا ہے؟
- میں ایسا کیا رد عمل دکھاؤں جو صبر، شکر اور اتکساری پر مبنی ہو؟

### 4. واقعہ کو نئے زاویے سے دیکھیں۔

ایک جملہ لکھیں جو اس واقعے کو آخرت کے تناظر میں نئے معنی دے۔

- مثال (نقصان): "اگرچہ نوکری کھونے کا دکھ ہے، شاید یہ موقع ہے کہ میں اللہ پر زیادہ بھروسہ کروں اور اپنی نیت کو پاک کروں۔"
- مثال (کامیابی): "یہ کامیابی میری نہیں، بلکہ اللہ کی عطا کردہ امانت ہے جسے ذمہ داری سے استعمال کرنا ہے۔"

### 5. ایک عمل کا عزم کریں

ایک چھوٹا سا عمل چنیں۔ جو آپ کے نئے زاویہ نظر کو ظاہر کرے مثلاً صدقہ دینا، اضافی نفل پڑھنا، یا کسی غمزدہ کو تسلی دینا۔